OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 4, Issue 4 (October-December 2021)

عہدِ سلاطین دہلی میں منصبِ شیخ الاسلام

The Position of *Shaikh-ul-Islām* in the age of *Sultāns* of *Dehlī*

Hafiz Muhammad Arif

Doctoral Candidate Islamic Studies, Government College University Faisalabad, Faisalabad

Dr. Muhammad Hamid Raza

Assistant Professor of Islamic Studies, Government College University Faisalabad, Faisalabad

Abstract

Holy Prophet PBUH is a great leader and mentor for all human being. After demise of the Holy Prophet this presumption of guideline of all human being is on the shoulders of His inheritors from"Ulama".In Islamic world where other "Ulama"performed their duties to provide line of action in novation and renewal of religious affairs to all Muslim "Ummah" as well as fulfilled the duty in Sub-continent in the era of "Salāteen-e-Delhi".They established a designation of "Shaikh-ul-Islam" to protect the religious affairs and implement the legitimate orders. This department was very effective to eliminate the nonreligious and apostasy matters. The present study tries to explore the dynamics role, authorities, responsibilities and services of those "Ulama" who appointed as a "Shaikh-ul-Islam" by "Salāteen-e-Delhi". Epoch of "Sultanat-e-Delhi" is encompassing three years and above. In this research it will be demarcated and discussed about those rulers. whose Capital imperium was Delhi,and comprising in five families, Khāndān-e-Ghulāmān, Khāndān–e-Khilji, Khāndān_e_Sadāt and Khāndān-e-Lūdhi.

Keywords: Shaikh-ul-Islām, Delhi, Government, Muslim Era, Sub Continent, Sultān,Islam Values

CC BY

تمہید

بر صغیر پاک و ہند پر مسلم حکمران صدیوں اپنالوہا منواتے رہے اور اپنے دور سلطنت میں ان کی بدولت ملک میں تمدنی، انتظامی، سماجی اور علمی سرمایہ میسر آیا۔ وہ بر صغیر اور خاص طور پر پاکستان کے لیے ایک قیمتی ورثہ ہے۔ خاص طور پر نظام عدل وانصاف میں شرعی قوانین کے نفاذ اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں عوامی فلاح و بہبود، مدارس ومساجد کا قیام، ملکی نظم ونسق اور تعمیر وترقی میں ان سلاطین کی دلچسپی اور شغف اپنی مثال آپ ہے۔ سلاطین دہلی کا زمانہ اسلامی قوانین کی ترویج و تنظیم کے لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے۔ یہ زمانہ اس وقت کے معاشرے اور آنے والے دور کے لیے طرہ امتیاز رہا اور اس زمانے کا اثر آج تک قائم ہے۔ سلطنت دہلی عالی حوصلہ، باصلاحیت اور جری مسلمان حکمرانوں کے زیر نگین رہی۔ علم و فضل، رفاہ عامہ اور سلطنت کی وسعت پر ہر حکمران نے اپنی توجہ مرتکز کی۔ نظم و نسق سلطنت اہم امور شاہی میں سے تھا۔ عدل و انصاف اور رعایا پروری کا اعلیٰ نمونہ پیش پیش تھا۔ مساجد ومدارس کی تعمیر اور خانقاہی نظام میں سلاطین کا شغف اظہر من الشمّس ہے۔ سیاسی اور مذہبی معاملات و تصورات میں ان کا نظریہ، سلطنت میں مرکزی بالادستی اور مجموعی اتحاد کا حصول تھا۔ ہر سلطان معاملہ فہمی، فراخ حوصلگی، دینداری، دوراندیشی اور حسن تدبیر کا کما حقہ مالک تھا۔ مذکورہ جملہ مقاصد کی تکمیل و تنفیذ کے لیے سلاطین دہلی نے علماء، صوفیاء اور مشائخ کو نظم و نسق سلطنت میں عہدہ جات عطا کئے اور اپنے مقاصد میں کامیاب وکامران رہے۔ مختلف عہدہ جات میں جو انتہائی اہمیت کے حامل تھے ان میں دیوان قضا، دیوان رسالت اور دیوان وزارت تھے۔ پھر ان سرکاری عہدوں میں متعدد ذیلی عہدے تھے۔ جن میں دیوان رسالت کے تحت محکمہ تعلیم اور مذہبی امور کے محکمے تھے یہ دونوں محکمے صدر الصدور اور شیخ الاسلام کے ماتحت اپنے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

اوائل میں شیخ الاسلام کے لقب کے علاوہ اور بھی بہت سے القابات اور خطابات موجود تھے۔ جیسے اعلم العلماء، شیخ الدین، جلال الاسلام، صدر الصدور اور شیخ الاسلام وغیرہ۔ اپنے وقت کے جلیل القدر اور عالی مرتبت علماء صوفیاء اور مشائخ فائز رہے اور اپنے فرائض بحسن و خوبی سرانجام دیتے رہے۔ تاریخ کی تمام کتب نے اس عہدہ پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔ دور جدید میں اس عہدہ کو وزارت مذہبی امور واوقاف کا نام دیا جاتا ہے۔ شیخ الاسلام کا عہدہ تاریخی لحاظ سے بھی اعزازی و امتیازی حیثیت کا حامل رہا۔ شیخ الاسلام کا لقب خلافت راشدہ کے زمانہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے استعمال کیا:

"أبوبكر و عمر امام الهدىٰ وشيخا الاسلام ورجلا قريش والمقتدى بهما بعد رسول الله ﷺ من اقتدى بهما عصم ومن اتبع اثارهما هدى الصراط المستقيم ومن تمسك بهما فهو من حزب الله و حزب الله هم المفلحون"[1]

یعنی ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما دونوں ہدایت کے امام اور اور شیخ الاسلام ہیں دونوں قریشی ہیں، جن کی اقتداء کی جاتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد جس نے ان کی پیروی کی وہ محفوظ ہو گیا اور جس نے ان کا نقش قدم اپنایا سیدھا راستہ پا گیا جو ان کے ساتھ آ گیا وہ اللہ کے گروہ میں سے ہے۔ اور اللہ کا گروہ ہی کامیاب لوگوں کا گروہ ہے۔ اسی طرح یونس بن طاہر نصیری ایک محدث تھے اور علماء بلخ میں ان کو شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا ان سے قبل کوئی بھی بلخ میں شیخ الاسلام کے لقب سے معروف نہ تھا۔[2] شیخ الاسلام محمد بن حسن، شیخ الاسلام عبدالرحیم بن عبداللہ، شیخ الاسلام محمد بن الحسن بن علی بن العباس اور

شیخ الاسلام تاج الدین ابو بکر محمد بن ابراہیم الزاہد البلخی بھی اپنے ادوار میں شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب تھے۔[3] اوائل میں شیخ الاسلام کے لقب کے علاوہ وہ عزالاسلام اور سیف الاسلام جیسے القابات بھی اپنائے گئے لیکن یہ زیادہ تر سلاطین اور شاہان وقت نے جو دینوی کردار کے مالک تھے انہوں نے اختیار کئے۔ بعد ازاں خراسان میں پانچویں صدی ہجری میں شوافع علماء میں سے اسماعیل بن عبدالرحمٰن کو شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کیا جاتا رہا۔ امام ذہبی نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء میں مختلف علماء کو شیخ الاسلام کے لقب کے ساتھ لکھا اور اس کا استعمال کم و بیش ۱۸۹ مرتبہ کیا۔[4] چھٹی صدی ہجری میں امام فخر الدین شیخ الاسلام کہلائے۔ مصر اور شام میں شیخ الاسلام کا لقب ایک اعزازی حیثیت اختیار کر گیا۔[5] امام ابن تیمیہ کو موافقین نے شیخ الاسلام کے نام سے پکارا اور لکھا۔ مخالفین نے ان کو یہ لقب دینے سے انکار کیا۔[6] مرور زمانہ کے ساتھ یہ لقب سرکاری سطح پر عطا کیا جانے لگا۔ سلطنت عثمانیہ نے بھی اس لقب کو اپنے سرکاری عہدہ جات میں شامل کیا اور سلطنت عثمانیہ میں اثر ورسوخ رکھنے والے علماء صوفیاء اور مشائخ اپنی قابلیت اور صلاحیت کی بنیاد پر شیخ الاسلام جو ایک سرکاری عہدہ تھا پر فائز ہونے اور نظم و نسق اور رفاہ عامہ کی بہتری میں اپنے فرائض سر انجام دیتے۔[7] سلطان شہاب الدین غوری کے بعد قطب الدین ایبک کے حکمران بننے سے سلطنت دہلی کا آغاز ہوتا ہے جس کا دورانیہ ۱۲۰۶ء تا ۱۵۲۶ء ہے جو تین سو بیس سال پر مشتمل ہے۔[8] سلطنت دہلی میں شیخ الاسلام کا عہدہ انتہائی اہمیت کا حامل تھا سلاطین اپنے اپنے ادوار میں اس منصب کی ذمہ داریاں اور اختیارات اور وظائف میں ردوبدل بھی کرتے رہے اور ان کے عزت واحترام میں پیش پیش رہے جیسے سلطان فیروز شاہ شیخ الاسلام کا حد درجہ احترام کرتا تھا بلکہ انہیں دربار کی حاضری سے بھی استثنا حاصل تھا اور جگہ جب سلطان سے ملاقات ہوتی تو سلطان کی طرف سے بڑی عاجزی وانکساری سے شیخ الاسلام کا استقبال کیا جاتا۔[9] مدارس و مکاتب کا سربراہ صدر الصدور ہوتا تھا جبکہ شعراء اور موسیقا براہ راست شاہی محل کی نگرانی میں ہوتے تھے جملہ صوفیہ اور فقراء شیخ الاسلام کی زیر نگرانی ہوتے تھے۔ شیخ الاسلام کا عہدہ ہی مستحق صوفیہ اور فقراء کے وظیفے کی سفارش کرتا تھا۔ شیخ الاسلام صدر الصدور کے ماتحت ہوتا تھا لیکن محمد بن تغلق نے شیخ الاسلام کی عزت واحترام میں اضافہ کرکے اس کی تنخواہ بھی 60 ہزار ٹنکے مقرر کر دی تھی۔ جو کہ صدر الصدور کی تھی۔[10] بعض سلاطین شیخ الاسلام کو مختلف اولیاء اور سلاطین کے مزارات اور خانقاہوں کی دیکھ بھال کے لئے بڑے بڑے اوقاف وظائف عطا کرتے۔ ان اداروں کا انتظام شیخ الاسلام کے ذمہ ہوتا اور اس سے مستفید ہونے والے درویش بھی اس میں شامل ہوتے تھے، مذہبی امور بالخصوص عیدین اور شب برات پر خاص اہتمام، ماہ رمضان میں خصوصی محافل کا انعقاد علماء سلاطین کے مابین ملاقاتوں جیسے امور اسلام کی نگرانی میں انجام دیے جاتے تھے۔

شیخ الاسلام کی ذمہ داریاں

عمومی طور پر سلاطین اپنی رعایا کے مذہبی جذبات کے قدر دان رہتے تھے تاہم بعض اوقات شیخ الاسلام اپنے اثر رسوخ کو کمزور محسوس کرتا تو اس کے ازالہ کے لیے سلطان اور بادشاہ کا اثر و نفوذ دینی اور روحانی زندگی کے متعلقہ گوشے تک پہنچانے کی کوشش کرتا۔[11] سلاطین دہلی مساجد تعمیر کرتے تھے امام اور موذن مقرر کرتے اور ان کو وظائف دیتے تھے اور شیخ الاسلام اور صدر الصدور کے ذریعے سے دینی و مذہبی طبقہ سے تعلق کو بہتر رکھنے کی کوشش میں رہتے۔ مذہبی امور کے لیے اوقاف قائم کیے جاتے اور مذہبی تہوار کئی کئی دن جاری رکھی جاتی اور بعض امور پر تو علماء مشائخ معترض ہوتے لیکن عوام کے جذبات کی پاسداری میں سلاطین کے اعتراضات کو خاطر میں نہ لاتے اور پروگرام جاری رکھتے سلطان فیروز شاہ کے عہد میں آتش

بازی اور چراغاں کا خوب اہتمام کیا جاتا ہے جسے دیکھنے کے لیے عوام دور دور سے آتے یہاں تک کہ ہندو اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی اس میں شامل ہوتے۔ مذہبی رجحان کا یہ عالم تھا کہ سلاطین علماء کرام کے وعظ سننے کے لئے ان کے مکان پر بھی چلے جاتے تھے۔[12] اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ مذہبی امور اور مساجد و خانقاہ سے متعلق تمام معاملات کم و بیش شیخ الاسلام کے ذمے ہوتے اور شیخ الاسلام کے ذریعے عوامی جذبات اور مذہبی معاملات میں حکومتی اور عوامی معاملات میں ہم آہنگی کو فروغ دیا جاتا تھا بعض اوقات حکومت اور شیخ الاسلام میں اختلاف بھی پیدا ہو جاتا اور دونوں کا ایک صفحہ پر اکٹھے ہونا ممکن نہ رہتا تو شیخ الاسلام از خود اپنے عہدے سے سبکدوش ہو جاتا یا کر دیا جاتا جیسے نجم الدین صغریٰ کو سلطان شمس الدین التتمش نے ان کو عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔[13] سلاطین وقت اگر ایسے امور کے مرتکب ہوتے جو شریعت سے متصادم ہوتے تو شیخ الاسلام ان کے احکامات و معاملات کو دربار میں ہی سخت تنقید کا نشانہ بنانے سے بھی گریز نہ کرتے سید نورالدین مبارک غزنوی کو سلطان التتمش نے دہلی کا شیخ الاسلام مقرر کیا تھا سلطان کے دربار میں انھوں نے متعدد بار وعظ و نصیحت کی اور انتہائی جرات مندی اور بے باکی کے ساتھ درباری رسوم کو ہدف و تنقید بنایا اور کہا کہ سلاطین کو ایسے تمام امور جن کو لوازم امور بادشاہی قرار دیا گیا ہے ان میں ایسے طریقے ختم کیے جائیں جو خلاف سنت و شریعت ہیں۔ کلمہ حق اور شعائر اسلام کی سربلندی کی ترویج بادشاہ کا اولین فریضہ ہے شرک اور بت پرستی کا خاتمہ اور دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی تنفیذ کے لئے لیے زیادہ اور خدا ترس لوگوں کا تقرر سلطان کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت کا سلطان کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا لیکن سلطان کے اعمال پر انتہائی جرات سے تنقید کیا کرتے۔ بعض مشائخ نے تو اس عہدہ کو لینے سے انکار بھی کیا اور سلاطین کی پیش کش کو ٹھکرا دیا سلطان شمس الدین التتمش نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کو اس عہدے کی پیشکش کی لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا تو بعد ازاں یہ عہدہ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیا گیا۔[14] مشائخ کے بعض خانوادے ایسے بھی تھے جن کی امانت و دیانت اور تقوی و طہارت کی بنا پر شیخ الاسلام کا عہدہ مدتوں ان کے خاندان میں رہا۔ حضرت بہاؤالدین زکریا شیخ الاسلام بنے بعد میں ان کے بیٹے صدر الدین عارف شیخ الاسلام بنے اور پھر ان کے پوتے شاہ رکن الدین (شاہ رکن عالم شیخ اسلام کے عہدے پر متمکن ہوئے۔ اس طرح سلطان فیروز شاہ کے دور میں علاوء الدین بھی شیخ الاسلام بنے۔ ان کے بیٹے علم الدین بھی شیخ الاسلام بنے بعد ان کے بیٹے مظہر الدین محمد بن تغلق کے عہد میں شیخ الاسلام بنے۔[15]

سلاطین وقت علماء مشائخ سے اپنے تعلق کو مضبوط اور خوبصورت بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے بلکہ اپنی بیٹیوں کی شادیاں بھی علمی و ادبی گھرانے میں کرتے اور ملک العلماء شیخ الاسلام یا صدر جہاں کے بیٹوں میں سے کسی کا انتخاب کرنا فخر سمجھتے تھے۔[16] جس طرح برصغیر میں مختلف علاقہ جات میں سلاطین دہلی نے شیخ الاسلام کا تقرر کیا ایسے ہی کشمیر میں بھی شیخ الاسلام کا عہدہ پہلی دفعہ سلطان سکندر نے خاندان لودھی کے دور میں شروع کیا اور قاضی سری نگر سید حسن شیرازی کو شیخ الاسلام منتخب کیا سلطان سکندر سخی اور بہادر حکمران تھا اور اپنی رعایا کی خوشحالی کا خیال رکھتا۔ سلطان نے کشمیر میں بہت سے بے رحمانہ ٹیکسوں کو معاف کیا۔ بچوں کی تعلیم کے لیے مدارس کھولے۔ ہسپتال بنائے جہاں دوا کا مفت اہتمام تھا۔ اس نے مسافروں، علماء اور غیر مستحق افراد کے لیے متعدد گاؤں وقف کیے ان اوقاف کی تمام تر ذمہ داری شیخ الاسلام پر تھی۔[17] شیخ الاسلام مخدوم جہانیاں کا عوام اور زمینداروں پر اتنا اثر تھا کہ عین الملک جیسے گورنر بھی خراج کی وصولی ان کے مدد کے بغیر نہ

کرسکے۔ سلطان نے علماء مشائخ کی اس قدر عزت افزائی کی کہ ان کو زمینیں بھی عطا کیں اور دیگر عنایات بھی۔ اس کا نتیجہ تھا کہ سید محمد رومی، سید احمد رومی، قاضی سید علی شیرازی، سید محمد کرستانی، قاضی جمال اور سید محمد سیستانی جیسے اکابر علماء اپنے اپنے وطن کو کو خیر آباد کہہ کر چلے آئے قاضی جمال سندھ سے آئے تو تو انہیں قاضی بنایا۔ مولانا کبیر سلطان کے اتالیق تھے اور تلاش علم میں ہرات چلے گئے تھے۔ سلطان نے انہیں واپس بلا کر شیخ الاسلام کے منصب پر بٹھا دیا۔[18] کشمیر میں بھی شیخ الاسلام مذہبی امور کا صدر ہوتا تھا یہ علماء کا نمائندہ سمجھا جاتا۔ شرعی قوانین کو نافذ کرواتا۔ شیخ الاسلام تاج پوشی کی رسم اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتا اور سلطان کو مذہبی اور قانونی مسائل میں مشورے بھی دیتا سلطان کا مشیر ہونے کے علاوہ مدارس، اوقاف، خانقاہی نظام اور مسافروں کے کھانے اور رہائش کا انتظام بھی شیخ الاسلام کے ذمے تھا۔

منصب شیخ الاسلام کا معیار

منصب شیخ الاسلام کا معیار یہ تھا کہ مشائخ و علماء میں سے جو علم و فضل، فہم و فراست اور تقوی و طہارت میں یکتائے روزگار ہوتا تو سلطان وقت اس عہدہ کے لئے اس کا انتخاب کرتا اور عوام الناس میں مقبولیت اور اثر و رسوخ کو بھی مد نظر رکھا جاتا تھا کہ بعض معاملات میں حکومت اور عوام کے مابین پل کا کردار ادا کرسکے۔ شیخ الاسلام عام طور پر علماء کا نمائندہ ہوتا جس کو صوفیہ و مشائخ اور علماء کی تائید بھی حاصل ہوتی تھی شیخ الاسلام کے تقرر کے وقت یہ تخصیص بھی نہیں ہوتی تھی کہ وہ کسی خاص مذہب یا مسلک سے تعلق رکھتا ہو زیادہ تر سلاطین حنفی المذہب تھے لیکن اس منصب کے لئے حنفی مذہب کے علاوہ بھی اگر کوئی صلاحیت اور لیاقت کا حامل ہوتا تو وہ اس منصب کے لئے مقرر کر دیا جاتا جیسے شیخ الاسلام مولانا فرید الدین شافعی تھے۔[19] اس زمانہ میں مسلمان عوام مسلکی اختلاف برداشت کر لیتے تھے لیکن کسی غیر صالح اور کم علم کو ان عہدوں پر پسند نہ کرتے تھے۔ واضح رہے کہ عہدِ سلاطینِ دہلی کے شیوخ الاسلام درج ذیل ہیں:

ا۔ شیخ الاسلام نجم الدین صغری

شیخ نجم الدین صغریٰ عالم، فقیہہ اور برصغیر کے علماء میں ایک بلند پایہ شخصیت کے حامل تھے ان کی علمی شہرت کی بناپر سلطان شمس الدین التتمش نے انہیں دہلی کا شیخ الاسلام مقرر کیا اور انہوں نے اسی سلطان کے دور میں وفات پائی۔[20] شیخ الاسلام جمال بسطامی کی وفات کے بعد التتمش نے حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو ان کی جگہ پیشکش کی لیکن انہوں نے انکار کیا تو شیخ نجم الدین صغریٰ کو یہ عہدہ عطا کیا گیا۔[21] شیخ نجم الدین صغریٰ حضرت عثمان ہارونی کے مرید تھے اور برگزیدہ بزرگوں میں شمار ہوتے تھے لیکن خواجہ قطب الدین کی مقبولیت سے ان کا دل حسد کی آگ میں بھڑک اٹھا۔[22] شیخ الاسلام نجم الدین صغریٰ نے سید جلال الدین تبریزی پر ایک الزام لگایا جو غلط ثابت ہوا اور سلطان نے اس سازش پر ان کو معزول کر دیا۔[23] سلطان شمس الدین نے شدت غم و غصہ میں حکم دیا کہ شیخ نجم الدین کی گردن اڑادی جائے اور اس منصب پر خواجہ قطب الدین کو فائز کیا جائے لیکن حضرت بہاؤالدین زکریا اور خواجہ قطب الدین کے کہنے پر انہیں معاف کر دیا گیا۔[24]

۲۔ شیخ الاسلام جمال الدین محمد بن بسطامی

سید جمال الدین محمد بسطامی ارباب علم و فضل میں سے تھے علمی اور اصلاحی امور میں معروف شخصیت کے حامل تھے سلطان ناصر الدین محمود بن التتمش کے عہد میں شیخ الاسلام کے عہدہ پر منتخب کیے گئے۔ دہلی میں اس سلطان کے عہد میں آپ کا انتقال ہوا۔[25] آپ عہدہ شیخ الاسلام پر چار سال رہے اور ۶۵۷ میں اسی عہدہ پر ہی وفات پائی۔[26]

۳۔ شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا ملتانی

شیخ بہاء الدین زکریا سلسلہ سہروردیہ کے عظیم مشائخ بلکہ مرجع تھے۔ طریقت و تصوف میں یکتائے روزگار تھے اور برصغیر پاک وہند میں علم و فضل میں وروحانیت اور سیاست میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ سیاسی اثر ورسوخ کافی گہرا تھا سلطان شمس الدین التتمش نے ان کے علم و دانش اور حسن کردار کے سبب انہیں شیخ الاسلام کے عہدے کے لئے منتخب فرمایا اور اس نے شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا کی مدد سے ملتان اور گردونواح میں اپنا اقتدار قائم رکھا۔ ۱۲۴۶ء میں منگولوں نے جب ملتان میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کیا تو شیخ الاسلام نے منگولوں سے مذاکرات کیے اور کچھ رقم دے کر ان کی غارت گری سے ملتان شہر کو محفوظ بنا دیا۔[27] جب نجم الدین صغریٰ کو شیخ الاسلامی سے معزول کیا گیا اور خواجہ قطب الدین کو یہ منصب پیش کیا گیا تو انہوں نے ایک رات کی مہلت مانگی اور فرمایا: اے یاران! میرا مشورہ یہ ہے کہ آج رات استخارہ کرو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس کے نام کا حکم دیں اسے شیخ الاسلام کا منصب دیا جائے رات کو تمام مشائخ نے استخارہ کیا آدھی رات تھی کہ سب نے خواب میں دیکھا کہ وہ عرش کے نیچے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہیں ان سب کی موجودگی میں آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کو بلا کر اپنے ہاتھ سے خلعت پہنایا اور فرمایا! "شیخ الاسلامی مبارک" صبح کو تمام مشائخ جمع ہوئے اور شیخ الاسلام کو بارگاہ نبوت سے شیخ الاسلامی کی خلعت عطاء ہونے پر مبارک باد دی۔ سلطان خود بھی خواب میں یہ نظارہ دیکھ چکا تھا۔ شیخ الاسلام کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ تعظیم و تکریم پسند نہیں فرماتے تھے ایک مرتبہ کچھ مرید خانقاہ میں وضو کر رہے تھے آپ تشریف لائے تو وہ وضو مکمل کیے بغیر تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ اور سلام کیا مگر ایک مرید نے وضو مکمل کیا اور بعد میں سلام عرض کیا تو فرمایا تم سب درویشوں میں افضل اور زاہد ہو۔ جس وقت حضرت شیخ الاسلام کا وصال ہوا اسی وقت اجودھن میں حضرت فرید الدین گنج شکر بے ہوش ہو گئے بڑی دیر کے بعد مریدوں کے ساتھ اٹھ کر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ شیخ الاسلام کا وصال ۶۵۶ء میں ہوا۔ ملتان نے آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔[28]

۴۔ شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک غزنوی

اپنی قدر دانی کے پیش نظر سلطان شمس الدین التتمش کے زمانے میں متعدد علماء مشائخ دہلی میں جمع ہو گئے تھے ان میں سرفہرست سید نور الدین مبارک غزنوی کا نام ہے سید نورالدین مبارک غزنوی شریعت کے جامع تھے غزنی میں پیدا ہوئے غزنی میں تعلیم پائی اور بعض ازاں جاکر شیخ شہاب الدین سہروردی سے فیض حاصل کیا۔ سلطان شمس الدین التتمش ان کی بڑی تعظیم کرتا تھا اور مہمات سے قبل دعا کا طالب ہوتا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے انہیں شیخ الاسلام کے عہدے پر مقرر کیا اور اس عہدہ پر عہد بہ عہد قائم رہے۔ شاہان وقت ان کی تعظیم کرتے ان سے برکت حاصل کرتے اور ان کے اشارے قبول کرتے۔ سلطان شمس الدین التتمش ان کو صدر مجلس میں بٹھاتے اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے۔ التمش نے بھی ان کو مشیخۃ الاسلام کے عہدے پر مقرر فرمایا۔[29] ضیاء الدین برنی نے تاریخ فیروز شاہی میں ایک وعظ شیخ نورالدین مبارک غزنوی سے منسوب کیا جس میں ان کے انداز فکر پر روشنی پڑتی ہے۔ انہوں نے یہ بات سلطان شمس الدین التتمش کی مجلس میں کیا اور اس میں شیخ الاسلام نے بادشاہوں کے طور طریقے، رہن سہن، کھانے پینے کے انداز و اطوار اور رسوم رواج پر سخت تنقید کرتے ہوئے۔ کیا تک پر بیٹھ کر لوگوں کو سامنے بیٹھانا اور سجدے کروانا یہ تمام تر دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے خلاف ہیں بادشاہوں کی نجات اسی میں ہے کہ وہ اسلام کے لئے دین پناہ بنیں اور اس کے چار لوازمات ہیں۔ اول یہ کہ اسلام کی محبت کو برقرار رکھیں اور اپنا زور اور قوت اعلائے کلمتہ الحق اور شعائر اسلام کو بلند کرنے اور امر معروف و نہی عن المنکر میں صرف کریں۔ دوم یہ کہ اہل اسلام اور اسلامی شہروں اور قصبوں کے درمیان فسق و فجور اور گناہ و معصیت کا قہر و سطوت کے ذریعہ سے ختم کریں۔ تیسرا یہ کام خداوندی کے اجرا کے لیے صرف اہل تقوی، زاہد، خداترس اور دیندار لوگ مقرر کیے جائیں۔ چوتھی ضرورت یہ ہے کہ عدل و انصاف کا بول بالا ہو۔ سلطان کی نجات اسی میں ہے کہ عدل و انصاف میں کوئی ، نہ کرے اور ظلم و تعدی کا اپنی سلطنت سے بالکل خاتمہ کردے۔ شیخ الاسلام سید نورالدین مبارک غزنوی کی وفات سلطان التتمش کی وفات کے تھوڑے سے پہلے ۶۳۲ھ میں ہوئی اور حوض شمسی کے مشرق میں دفن ہوئے۔[30]

۵۔ شیخ الاسلام محمد بن احمد مدنی

شیخ محمد بن احمد مدنی شیخ عبدالقادر جیلانی کے بھانجے تھے لقب قطب الدین تھا علمائے جن عصر اور معروف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ان میں آپ کے والد محترم شیخ احمد مدنی شیخ عبدالرزاق بن شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ نجم الدین کے نام خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کے لائق ہیں آپ دوران فتنہ بغداد میں درجہ شہادت پا گئے ان کی شہادت کے بعد آپ غزنی چلے آئے کچھ عرصہ قیام کے بعد سلطان قطب الدین ایبک کے عہد میں ہندوستان آ گئے۔ سلطان کے ساتھ مل کر جنگوں میں شرکت کی۔ سلطان قطب الدین ایبک کے دل میں آپ کی بہادری اور علمی لیاقت گھر کر گئی اس بنیاد پر وہ شیخ الاسلام کا بڑا احترام کرتا اور صدر مجلس میں بٹھایا کرتا۔ معزالدین بہرام شاہ کے دور میں دہلی کے شیخ الاسلام مقرر ہوئے۔ سلطان ناصر الدین محمود کے دور میں عہد شیخ الاسلام سے الگ ہوگئے۔ شیخ الاسلام کے تین بیٹوں میں سے ایک بیٹا نظام الدین اپنے والد کی پاک دامنی اور بہادری کا نمونہ تھا اور ایک صاحبزادہ قوام الدین جس کی شادی سلطان شمس الدین التتمش کی بیٹی فتحہ سلطانہ سے ہوئی ایک لڑکا رکن الدین کڑہ شہر کا قاضی مقرر ہوا۔[31] شیخ الاسلام سید محمد بن احمد مدنی کا گھرانہ ایک علمی گھرانہ تھا اور سلاطین وقت کے ساتھ اچھے تعلقات کا حامل تھا جس کی بدولت آپ کے صاحبزادگان اور خاندان التتمش کا تعلق بھی بعد ازاں مضبوط نظر آتا ہے اس وجہ سے پورے اطراف میں آپ علماء اور مشائخ کے ممدوح اور منظور نظر تھے۔

۵۔ شیخ الاسلام صدر الدین ملتانی

شیخ صدرالدین حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے فرزند ارجمند کے والد ماجد کے انتقال کے بعد مسندِ ارشاد پر متمکن ہوئے اکثر و بیشتر اولیاء کرام آپ کے ارادت مند اور مرید تھے آپ کو قرآن پاک سے بڑا شغف تھا مہمان نوازی میں ایک مقام حاصل تھا ایک مرتبہ شیخ رکن الدین فردوسی ملتان تشریف لائے اور شیخ الاسلام صدرالدین کے مہمان بنے تو ایسا پر تکلف دستر خوان بچھایا گیا جیسے بادشاہوں کے یہاں ہوا کرتا ہے۔[32] شیخ الاسلام صدرالدین مسند رشد و ہدایت کے صدر نشین ہونے کے ساتھ ساتھ مسند درس و تدریس کو زینت عطا کرتے یہاں تک کہ صرف و نحو کے مبتدی بھی آپ کے علم و عرفان سے فیض یاب ہوتے۔[33] شاہان وقت کے ساتھ شیخ الاسلام کا ایک بہت اچھا تعلق قائم ہو چکا تھا اور آپ کو سلطان فیروز شاہ تغلق نے شیخ الاسلام کے عہدہ پر مقرر کیا۔ سلطان غیاث الدین بلبن کا محبوب ترین بیٹے شہزادہ محمد سلطان خان شہید چونکہ علماء و فضلاء کا حد درجہ قدر دان تھا اور جب کبھی علمی و ادبی محفل سجتی اور خاص طور پر عربی اشعار پڑھے جاتے اور حاضرین پر ایک کیفیت طاری ہوتی تو ہر مجلس میں کم و بیش شیخ الاسلام صدر الدین عارف لازمی تشریف رکھتے تھے۔ آپ کی تعلیمات میں للّٰہیت اور

زہد وورع پر سختی سے پہرہ دیا جاتا اور درس وتدریس میں اکثر یہ بات کہی جاتی کہ جو شخص ذکر الٰہی کے بغیر سانس لیتا ہے وہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے ذکر الٰہی اس پر کیا جائے کہ ذکر کی نورانیت کی وجہ سے دل میں آنے والے تمام شیطانی و دینوی وسوسے خود بخود جل کر خاکستر ہو جائے اور نوریقین سے دل تاباں ہو جائے طلبگاروں اور سالکوں کا یہی مقصود ہے۔ شیخ الاسلام صدرالدین عارف کی وفات ۶۸۴ھ میں ہوئی اور اپنے والد ماجد شیخ الاسلام بہاؤالدین زکریا کے پہلو میں دفن کیے گئے۔[34] ایک دن شیخ الاسلام نے سلطان وقت کے سامنے ان کے احسانات کا ذکر کیا تو اس وقت ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور سلطان نے کہا شیخ الاسلام تم نے دیکھا کہ ان سلاطین ماضیہ میں میں سے کوئی چند روز سے زیادہ باقی نہ رہا ہم بھی آخر اس جہان سے سفر کریں گے۔[35]

۶۔ شیخ الاسلام ابوالفتح رکن الدین (شاہ رکن عالم)

شیخ ابوالفتح رکن الدین حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے پوتے ہیں اور اپنے دادا کے براہ راست سجادہ نشین اور جانشین تھے والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی تھا جو اپنے زہد و تقویٰ کی بدولت رابعہ عصر کہلاتی تھی روزانہ ایک مرتبہ قرآن مجید کی تلاوت مکمل فرماتیں۔ آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور روحانی تربیت میں جد امجد سے فیضیاب ہوئے شیخ رکن اپنے دادا اور والد ماجد کا حد درجہ احترام بجالاتے اسے خوردسالی میں ان کے اس ادب کی وجہ سے خواجہ شمس الدین تبریزی نے ان کو رکن الدین عالم کا لقب عطا فرمایا اور وہ بعد ازاں شاہ رکن الدین عالم کے نام سے مشہور ہوئے۔ دونوں بزرگوں کی صحبت کا فیض تھا کہ علم و حلم، تواضع، مروت جیسی جملہ صفات ان کے اندر موجود تھیں۔ عبادت و ریاضت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے خلیفہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت فرماتے ہیں کہ جب شیخ رکن الدین قدس سرہ کا کام کمال کو پہنچ گیا تو وہ بھی تہجد کے بعد دوپہر تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ سلطان محمد بن تغلق نے ابوالفتح رکن الدین کو شیخ الاسلام مقرر کیا۔ شیخ الاسلام کی قدردانی کا بادشاہ کی نظر میں یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ سلطان نے ایک فتح کے بعد تہیہ کیا کہ ملتانیوں کے خون کی ندیاں بہا دے گا لیکن شیخ الاسلام ابوالفتح رکن الدین نے سلطان کی بارگاہ میں اپنے سر سے عمامہ اتار کر ننگے سر کھڑے ہو کر عوام الناس کی معافی کی استدعا کی تو شیخ کے ادب و احترام کی خاطر سلطان نے ان کی جان بخشی کر دی۔[36] شیخ الاسلام رکن الدین کے پاس لوگ اپنی درخواستیں جمع کروا دیتے اور جب سلطان وقت سے ملاقات ہوتی تو شیخ الاسلام کی سفارش پر ان کے کام میں میں آسانی پیدا ہو جاتی۔[37] سلطان غیاث الدین سے بھی ان کے تعلقات انتہائی خوشگوار تھے۔ سلطان محمد تغلق سے بھی اچھے مراسم کا آغاز ہوا اور اکثر ان کے ہاں مہمان ہوا کرتے۔ تھے حضرت نظام الدین اولیاء اور آپ کی ملاقات ہوتی۔ شیخ الاسلام رکن الدین ملتان میں دفن ہوئے۔[38]

۷۔ شیخ الاسلام سید جلال الدین بخاری (المعروف مخدوم جہانیاں جہاں گشت)

شیخ الاسلام سید جلال الدین بخاری سید جلال الدین منیر شاہ بخاری کے پوتے اور سید صدرالدین المعروف راجو قتال رحمتہ اللہ کے حقیقی بھائی تھے آپ کا بہت سارا زمانہ سیر و سیاحت میں گزرا اسی وجہ سے آپ کو مخدوم جہانیاں جہاں گشت کہا جاتا ہے۔ آپ نے شمالی ہندوستان، بہار بنگال کے علاوہ عرب، مصر، شام اور عراق کی سیر کی اور اس دوران ان بزرگان دین و مشائخ سے فیض پایا۔ شیخ الاسلام مخدوم جہانیاں شیخ رکن الدین کے مرید اور شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کے خلیفہ تھے ابتداء میں اپنے چچا شیخ صدر الدین بخاری سے خرقہ پہنا۔ پھر حرم شریف کے شیخ عفیف الدین عبداللہ المطری سے خرقہ تبرک

حاصل کیا اور دو سال تک ان کی خدمت میں رہے اور فیضیاب ہوئے۔ علم و عمل اور زہد و ورع اور اپنی شہرت کی وجہ سے سلطان وقت محمد تغلق نے شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز فرمایا۔ سلطان فیروز شاہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ ذاتی طور پر عالم، نامور مجتہد، حد درجہ خیرات کرنے والے محدث اور اصول وفروع میں حنفی اور امام اعظم ابو حنیفہ کے مسلک پر فتوی دیتے۔[39] حضرت سید جلال الدین بخاری نے سلطان علاء الدین خلجی سے لے کر فیروز شاہ تغلق تک سات سلاطین کا دور حکومت دیکھا۔ بحیثیت شیخ الاسلام آپ کے پاس چالیس خانقاہوں کا ذمہ تھا جو بحسن وخوبی انجام پاتا رہا۔ حضرت مخدوم نے جلد ہی شیخ الاسلام کا عہدہ چھوڑ دیا اور اپنے شیخ رکن الدین کے حکم پر حجاز مقدس روانہ ہو گئے۔[40] شیخ الاسلام مخدوم جہانیاں کا انتقال ۷۸۵ھ میں ہوا اور آپ کا مزار قصبہ اوچ بہاولپور میں ہے۔

۸۔ شیخ الاسلام فرید الدین اودھی

شیخ الاسلام فرید الدین اودھ کے شیخ الاسلام تھے شافع المسلک تھے۔ اور اپنے دور کے مشہور عالم اور فاضل تھے فنون میں نحو، لغت اور تفسیر میں نابغہ روزگار تھے۔ معروف عالم وفقیہہ شیخ علاؤالدین کے اساتذہ میں سے تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی نے آپ کو شیخ الاسلام کے عہدے پر مقرر کیا۔ شیخ علاؤالدین نیلی کو تفسیر کشاف کی قرآت کروایا کرتے اور مولانا شمس الدین یحییٰ جو اودھ کے معروف عالم و فاضل تھے ان کے سامع تھے۔[41]

۹۔ شیخ الاسلام نور الدین

شیخ الاسلام نورالدین مشہور اور کامل درجہ کے ولی کامل تھے آپ کا اصل وطن لاہور تھا۔ وہاں سے دہلی تشریف لائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے زمانے کے شیخ الاسلام تھے۔[42]

۱۰۔ شیخ الاسلام علم الدین

ان کو سلطان محمد بن تغلق نے شیخ الاسلام کے عہدے پر مقرر کیا۔ شیخ الاسلام علم الدین شیخ الاسلام مظہر الدین کے والد گرامی تھے۔

۱۱۔ شیخ الاسلام مظہر الدین

یہ شیخ الاسلام علم الدین کے صاحبزادے تھے سلطان محمد بن تغلق نے والد کے بعد ان کو شیخ الاسلام کے عہدہ پر مامور کیا۔

۱۲۔ شیخ الاسلام صدر الدین دہلوی

شیخ الاسلام قاضی صدر الدین دہلوی حنفی جو عارف کے نام سے مشہور تھے قاضی منہاج الدین جرجانی کے نواسے تھے دہلی میں بڑے قاضی کی نیابت میں قضا کے عہدے پر فائز تھے اور ایک زمانہ تک اس عہدے پر مامور رہے بعدازاں سلطان علاء الدین خلجی نے شیخ الاسلام کے عہدے پر مقرر کر دیا۔

۱۳۔ شیخ الاسلام بہاوالدین اوشی

سلطان قطب الدین ایبک کے زمانے میں متعدد شاعروں کا نام اور کلام ملتا ہے ایک شاعر ملک الکلام بہاؤالدین اوشی تھے جو بعد میں اوش چلے گئے اور وہاں کے شیخ الاسلام پر مقرر ہوئے۔ ۶۰۷ھ میں وفات پائی۔

۱۴۔ شیخ الاسلام جلال الدین

سلطان بہاؤالدین سام نہایت علم پرور اور دانش دوست تھا اور اسی کوشش میں رہتا تھا کہ اہل علم و فضل کی مجلس قائم ہوتی رہے۔اس نے ملک العلماء جلال الدین کو بلخ کے شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز کیا۔[43]

۱۵۔ شیخ الاسلام چائلدہ مندوی

شیخ الاسلام چائلدہ مندوی فضل وصلاح کے اعتبار سے مشہور لوگوں میں سے تھے اچ شہر میں پیدا ہوئے اور وہیں بڑے ہوئے ۔ شیخ صدرالدین اچی بخاری سے علم حاصل کرکے حرمین شریفین کا سفر کیا اور حج زیارت کے بعد کافی عرصہ وہاں مقیم رہے پھر ہندوستان واپس آکر سلطان محمود شاہ اکبر خلجی کے زمانہ میں مندو میں داخل ہوئے شاہ کے پاس رہتے رہے تو انہوں نے شیخ الاسلام کے عہدہ پر مامور کردیا اور لوگوں میں علم و عرفان کا فیضان بانٹتے رہے۔[44] شیخ الاسلام چائلدہ مندوی شیخ عبدالعزیز چشتی دہلوی کے خلفاء میں سے تھے۔

۱۶۔ شیخ الاسلام محمود دہلوی

شیخ احمد مجد شیبانی ایک معروف عالم اور طریقت میں بلند درجہ کے حامل شیخ تھے وہ اپنے اقرباء کی مدد معاش کے لئے مانڈو گئے تو نماز کی ادائیگی کی تو وہاں کے شیخ الاسلام محمود دہلوی جو صدارت کے منصب پر فائز تھے بحث و مباحثہ کے بعد نماز دوبارہ ادا کرنے پر مجبور کیا محمود دہلوی مانڈو کے شیخ الاسلام تھے۔

۱۷۔ شیخ الاسلام صدرالدین خوند میر

شیخ صدرالدین خوند میر ایرچہ کے شیخ الاسلام تھے آپ کے والد اور دادا بھی ایرچہ کے شیخ الاسلام تھے۔

۱۸۔ شیخ الاسلام مولانا سید قطب الدین

سید قطب الدین سلطان معزالدین بہرام شاہ کے زمانے میں شیخ الاسلام تھے۔ سیاسی معاملات میں پیش پیش تھے۔ امراء کی سازش سے بعد ازاں چھوڑنا پڑا۔ فرشتہ نے بھی سید قطب الدین اور قتلغ خان کے حوالہ سے تذکرہ کیا ہے۔

۱۹۔ شیخ الاسلام نجیب الدین نخشبی

شیخ نجیب الدین نخشبی خواجہ معین الدین چشتی کے رفقاء میں سے تھے ۔سلطان شمس الدین التتمش کے دور سلطنت میں خواجہ صاحب چالیس رفقاء کے ساتھ دہلی تشریف لائے تو سلطان شمس الدین نے ہر ایک کو گراں قدر انعامات سے نوازا جبکہ شیخ نجیب الدین نے اپنا سب انعام جو ملا تھا بانٹ دیا۔ دعوت کی اور دہلی میں ہی قیام کیا۔ سلطان شمس الدین ان کے اس عمل سے متاثر ہوا اور اس کو اپنا باپ بنالیا اور دہلی کے شیخ الاسلام کے عہدے پر فائز فرمایا۔[45]

۲۰۔ شیخ الاسلام ملا احمد

ملا احمد عہد کشمیر میں شمس الدین اول کے عہد میں شیخ الاسلام مقرر ہوئے۔

۲۱۔ شیخ الاسلام سید حسن شیرازی

شیخ الاسلام سید حسن ایک معروف عالم تھے سلطان سکندر نے کشمیر میں پہلے سری نگر کا قاضی بنایا بعد ازاں عہدہ قاضی کو شیخ الاسلام کا نام دیا تو سید حسن شیرازی شیخ الاسلام سری نگر مقرر ہوئے۔

۲۲۔ شیخ الاسلام مولانا کریم الدین سمرقندی

نامور علماء میں ایک نام فاضل کریم الدین سمرقندی کا ہے شیخ محمد بن اسحاق حسینی بخاری کی صاحبزادی سے شادی ہوئی۔ شیخ نظام الدین محمد بدالونی سے بیعت کی اور عرصہ دراز تک ان کی سنگت میں رہے۔ شیخ کے انتقال کے بعد سلطان شاہ محمد تغلق نے اپنے پاس بلوایا اور بنگال کے ستگاؤں کے شیخ الاسلام کا عہدہ دیا جہاں وہ عرصہ دراز تک اس عہدے پر اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ علمی حوالے سے ایک شہرہ تھا اور علماء سے محبت کرنے والے اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن تصوف کے اوصاف سے آراستہ تھا طبعیت میں فیاضی غایت درجہ کی تھی۔ بحیثیت شیخ الاسلام مسلمانوں کی تمام مہمیں اور امور حال وانصاف کے طریقے جاری کیے اور ظلم و ناانصافی کا خاتمہ کیا ستگاؤں میں ہی رحلت فرمائی اور وہیں دفن ہوئے۔[46]

۲۳۔ شیخ الاسلام مولانا کبیر

کشمیر کے سلطان سکندر نے اپنے اتالیق مولانا کبیر جو علم کے لیے ہرات چلے گئے تھے واپس بلا کر شیخ الاسلام بنایا۔[47] شیخ الاسلام خواجہ نور الدینکشمیر میں سلطان حسن شاہ نے 1472ء میں خواجہ نور الدین کو شیخ الاسلام مقرر کیا۔ دہلی سلطنت میں اس وقت بہلول خان لودھی کی حکومت تھی۔[48] شیخ الاسلام شیخ اسماعیل کبروی: سلطان حسن شاہ نے شیخ اسماعیل کبروی کو شیخ الاسلام مقرر کیا۔ ان سے شرف تلمذ کے لیے ہرات اور ماوراء النہر سے طلبہ حاضر ہوتے مقام سیر میں مدرسہ بھی قائم کیا گیا۔ سلطان زین العابدین نے عدل و انصاف میں اس قدر معروف تھا کہ اپنے قریبی عالم سعد اللہ جس نے ایک برہمن جوگی کو مار ڈالا تھا۔ شیخ الاسلام کے مشورہ سے موت کی سزا سنائی گئی۔[49]

24۔ شیخ الاسلام علامہ کمال الدین

تعلیم اور علم کے میدان میں شہر بیانہ کے رہنے والے کمال الدین علامہ بہت معروف شخصیت تھے ان کی شادی فرید الدین گنج شکر کی لڑکی سے ہوئی سلطان محمد تغلق نے ان کو ستگاوان کا نگران مقرر کیا اور شیخ الاسلام کے لقب سے نوازا۔[50]

ماحصل بحث

تاریخ اسلام کو بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کی زندگی کا ہر لمحہ ابدی و سرمدی نور عطا فرمانے والا ہے۔ اسلامی تاریخ میں جو کچھ بھی احاطہ تحریر میں لایا گیا وہ تحریر یا تقریر ان کے ذکر کے بغیر نامکمل اور ادھوری۔ رہی صاحب قرآن ﷺ نے قرآنی تعلیمات کو شریعت اور اسلام کی بنیاد قرار دیا۔ اور اپنے اقوال واعمال سے رہتی دنیا تک کے لوگوں کے لیے ایک چراغ روشن کر دیا جس سے تاقیامت رشد وہدایت کی تفہیم و تیسیر ممکن رہے گی۔ آنحضرت ﷺ نے زندگی کے ہر گوشہ میں رہنمائی فرمائی اور قرآن و سنت کے ذریعہ سے اس بھٹکتی انسانیت کو راہ ہدایت عطا کی جس نے ان کو اوج ثریا تک پہنچا دیا، آپ ﷺ نے بحثیت حکمران مدینہ ایک عظیم اور بے مثال ریاست قائم کی اور اس کو عظیم دینی، مذہبی اور مہذب معاشرہ عطا کیا۔

بعد ازاں اس مشن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور اکابرین امت نے بڑی خوش اسلوبی سے پروان چڑھایا اور چہار دانگ عالم میں مصطفوی مشن پھلتا پھولتا رہا۔ پھر یہ ذمہ داری امت محمدیہ کے عظیم علماء فقہاء صوفیاء اور مشائخ کے کندھوں پر آ پڑی ، سلاطین وقت اپنے ادوار میں اپنے اقتدار کو دوام اور استحکام دینے کے لیے عوام الناس کے ساتھ تعلقات کو بہتر بنانے اور عدل وانصاف کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نظم و نسق سلطنت کے لیے قابل اور فرمان بردار قائدین کا انتخاب کرتے۔ اور اس میں خاص طور پر علماء اور مشائخ کا کردار بڑی اہمیت کا حامل رہا۔ ایسے ہی دہلی سلطنت مس بڑے باصلاحیت، علم دوست اور علماء و مشائخ کی قدر و منزلت کے شناسا حکمران ہوئے۔ جنہوں نے علم وادب ، فن تعمیر تہذیب و تمدن اور

مختلف فنون پر کمال درجہ کی خدمات سرانجام دیں۔اور ان کے درباروں میں علماء وفضلاء کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا یہاں تک کہ سلاطین وقف ان کے معتقد ومعترف بھی نظر آتے اور سلسلہ ارادت میں بھی داخل ہو جاتے۔سلطنت دہلی میں سلاطین اپنے سیاسی اثر ورسوخ اور نظم سلطنت کی بہتری کے لیے مختلف عہدہ جات پر لوگوں کو فائز کرتے۔انہیں میں ایک عہدہ شیخ الاسلام کا بھی تھا۔یہ عہدہ سرکاری سطح پر انتہائی اہمیت کا حامل تھا اور ہر سلطان کی ضرورت بھی تھی۔ شیخ الاسلام ایک ایسا منصب تھا جو علم و عمل، تقویٰ طہارت اور فضل وکمال سے مزین علماء وفضلاء کو عطاء کیا جاتا۔شیخ الاسلام سلطنت کے تمام مذہبی امور کا نگران ہوتا اور مساجد ومدارس کا نظم ونسق بہتر بنانے میں سلطان کا معاون ہوتا،مذہبی، معاشرتی اور سیاسی امور میں بھی سلطان کا مشیر ہوتا اور متعدد مسائل شرعی میں فتویٰ بھی جاری کرتا۔خانقاہوں ،مدارس رفاہی امور کے معاملات کا بھی نگران ہوتا۔شیخ الاسلام اتنی جرات کا مالک ہوتا تھا کہ سلطان وقت کے غیر شرعی اور غیر فطری فیصلہ جات کی مخالفت کرتا اور فیصلے تبدیل کروادیتا۔سلاطین دہلی کا دور سلطنت جو تین صد سے زاید سالوں پر محیط ہے اس میں کم وبیش 25 شیخ الاسلام بنے جنھوں نے اپنے فرائض منصبی اتنی خوبصورتی اور جانفشانی سے ادا کیے کہ شاہان وقت ان کے معتقد اور مریدین بن گئے بعض سلاطین تو علماء ومشائخ کے گھروں پر فیض وبرکت کے حصول کے لیے حاضر ہوتے۔صلحاء واخیار سے عقیدت کا برملا اظہار کرتے اور بعض سلاطین نے اپنی بیٹیوں کے نکاح کے لیے شیوخ الاسلام کا انتخاب کیا اور یہ عہدہ بعض خاندانوں میں نسلوں تک چلتا رہا۔سلاطین دہلی میں خاندان غلاماں ،خاندان خلجی،خاندان تغلق،سادات خاندان اور لودھی خاندان شامل ہیں جن کے دور میں عہدہ شیخ الاسلام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

References

[1] Imām Abul-Qāsim Manṣūr,Al-Lalkay,Sharh-e-Uṣūl-Al-Aqāid-e-Ahl-e-Sūnnah wal-Jamāah(Iskandariah:Dārul-Baṣeerah,2020AD),1:139.

[2]Saiful-Din Wāyz,Balkhi,Tazkirah Ulamā-e-Balkh(New Dehli:Turaqqi Urdu bewar,1989AD),140.

[3] Shawkat Alī,Fahmī, Hindūstān may Islamī Hukūmat(Lahore:Barkat and sense,2012AD),254.

[4]Abu Abdul Lah Shamsul Din,Al-ḍahbī, Siyar-e-Aalām-Al-Nubalā (Berute: Dārul-Fiker,2009AD),321.

[5] Ahmad bin Yahyā,Balāzri,Futūhul-Buldān (Berute:Maktabah-al hilāl), 321.

[6]Ibnu Nāṣir Din, Damishqī, Raddul-Wāfir (Berute:Maktabah Islamī, 1990AD), 543.

[7]Dr Muhammad Azeez,TāreeKh-e-Dawlat al-Usthmāniah(Lahore:Shehzād Printer,2014AD),461.

[8]Mullā Abdul Qādir bin Mulūk Shah,Badāyūni,MuntaKhab-Al-TawāreeKh (Lahore: Ghulām Ali printers,2001AD),463.

[9] Shams Siraj, TareeKh Fearūz Shahī (Lahore: Sang-e-Meal Publishers, 2009AD), 77.

[10]Ishtiyāq Husain, Quraishī, Saltanat-e-Dehli ka Nazm-e-Hukūmat (Lahore: Ilmī Kutub Khānah,2013AD),54.

[11] Quraishī, Saltanat-e-Dehlī ka Nazm-e-Hukūmat,54.

[12]Khaleeq Ahmad,Nizāmī, Salāteen Dehlī kay Mazhabī Rujhānāt (Lahore: Maktabah Jadeed prese,2019AD),53.
[13]Muneim Khān, Khāwājah, TāreeKh Qutb-e-Shāhī(India: Office London, 2002AD),321.
[14] Nizāmī, Salāteen Dehli kay Mazhabī Rujhānāt,254.
[15] Sayed Salāhul-Din,Bazmī Mamlūkiah (Aazamgarth:Dārul-Musanifeen Shiblī Academy,2016AD),71.
[16] Khaleeq Ahmad,Nizāmī, TareeKh-e-MashāyKh-e-Chisht (Lahore: Zawiah peoplacashers,2014AD),154.
[17] Nizāmī,Salāteen Dehlī kay Mazhabī Rujhānāt,353.
[18]Muhibbul-Hasan Kashmeerī Salāteen kay Aahd may (Azamgarh : Dārul-Mu ṣṣanifeen,1998AD),88.
[19] Muhibbul-Hasan,Kashmeeri Salāteen kay Aahd may,218.
[20]Naṣeerul Din Hāshmi, Shamsul-Amra(Dakkan:Kutub Khanah Khawāteen, 1992AD),213.
[21]Hārūn Khān,Sherwānī,TāreeKh Dakken(Dakken:Kutub Khānah Khawāteen,1344AD),321.
[22] Mahmūd Khān,TāreeKh Janūbī Hind(Bangūr:Barqī Kawthar Press,1310AH),432.
[23] Dr Sayed Muhammad Zāwar,Sultān Muhammad Qulī Qutb Shah(India:Māārif Press Aazamgarth,1898AD),432.
[24] Mawlawī Rahmān Alī,Tazkirah Ulamā-e-Hind(India:nūl Kishwar,1914AD),321.
[25] Minhāj Sirāj,Jawzjāni,Tabqāt-e-Nāṣiri(Kalkatah:Ishatak Society,1862AD),2:297.
[26] Mawlāna Ghulām Sarwar,Khazeenatul Asfiya(Lethnew:Matba thamar Hind,1872AD),243.
[27] Muhammad Ayūb,Qādrī,Hayat wa Taaleemāt-e-Sayed Jalālul Din Bukhārī(Lahore:Ulamā Academy Awqāf,2017AD),98.
[28] Mawlawī Rahman Ali,Tazkirah Ulamā-e-Hind,321.
[29] ḍahbī,Siyar-e-Aalām-Al-Nubalā,264.
[30] Khaleeq Ahmad,Nizāmī,Jāmia Tāreekh-e-Hind(Lahore:Mushtāq book Carnar, 2007AD),469.
[31] Sheikh Muhammad Akram,Aab-e-Kawsar(Lahore:Hagī Haneef Press,2018AD),321.
[32] Abdul Hay bin Fakhrul Din,Nuzhatul al Khwātir(Berute:Dār-e-Ibn Hazam,1999AD),321.
[33] Sayed Salāhul-Din,Abdul Rahman,Bazmi Sūfiah(Aazamgarth:Dārul-Muṣanifeen Shiblī Academy,2016AD),136.
[34] Abdul Haq,Dehlwī,Akhbārul-Akhyār(Lahore:Akbar book Selars,2004AD),176.
[35] Sayed ṣabāhul-Din,Bazmī ṣūfiah,353.
[36] Yahyā bin Ahmad,Sarhandī,Tāreekh Mubārak Shahī(Lahore:Adun Prienter,2004AD),28.
[37] Muhammad Naṣeerul Din Hāshmī,Dakkni Culture(Lahore:Majlees Turaqī Adab, 2020AD),16.

[38] Dr Shuaib,Aazamī,Fārsī Adab behad-e-Salāteen Taghlab(Dehlī:Nuamānī Press, 1985AD),27.
[39] Sayed ṣabāhul-Din,Mazhab-e-Rawādari(Lahore:Ibad Publicashar,2010AD),187.
[40] Sayed ṣabahul Din,Bazmī Sūfiah,353.
[41] Mufti Shawkat Ali,Fahmī,Hindūstān may Islāmi Aahd kay 1100 Sāl(Lahore:Dārul-Mushaf,2020AD),234.
[42] Abdul Hay bin Fakhrul Din,Nuzhatul al Khwātir,321.
[43] Dr Waheed Quraishī,Darbār-e-Milli(Lahore:Shawkat Prenting Press,2017AD),354.
[44] Muhammad Naeem Tāhir,Suhrwardī,Tazkirah Mashāykh-e-Suhrwardiah Qalandariah (Lahore: Zāwiah Publicashars,2011AD),187.
[45] Dr Tāra chānd,Tammadun-e-Hind par Islamī Asarāt,254.
[46] Hāshmī,Dakknī Culcure,162.
[47] Nizāmī,Jāmia Tāreekh-e-Hind,469.
[48] Ghulām Rasūl,Salāteen-e-Dihli ma Dastāweezāt,323.
[49] Aazamī,Fārsī Adab behad-e-Salāteen-e-Taghlab,27.
[50] Muhibul Hasan,Kāshmeer Salāteen kay Ahd may,88.